



سوال

کیا صحیح حدیث رد کرنے والے کو کافر قرار دیا جائیگا؟ ایک بھائی صحیح بخاری اور مسلم میں وارد شدہ بعض احادیث کو اس حجت سے رد کرتے ہیں کہ یہ احادیث قرآن کے ساتھ متضاد اور معارض ہیں، صحیح حدیث کو رد کرنے والے کا حکم کیا ہوگا، آیا اسے کافر کہا جائے؟

جواب

الحمد للہ

اول:

سنت نبویہ تشریح میں دوسرا مصدر ہے، جس طرح قرآن مجید جبرئیل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لاتے تھے اسی طرح سنت بھی لاتے تھے، اس کا مصداق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

اور وہ (نبی) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے وہ تو صرف وحی ہے جو اناری جاتی ہے انجم (3-4).

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مومنوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام اور ان کی حدیث اور حکم کو مکمل تسلیم کرنے کا حکم دیا ہے، حتیٰ کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی قسم اٹھا کر کہا ہے کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سنی اور پھر اسے قبول نہ کیا بلکہ رد کر دیا تو اس میں ایمان کی رتی بھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تیرے رب کی قسم یہ اس وقت تک مومن ہی نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ آپس کے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کر لیں، پھر آپ جو ان میں فیصلہ کر دیں اس کے متعلق اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں النساء (65).

اسی لیے اہل علم کے مابین اس پر اتفاق ہے کہ جس نے بھی عمومی شکل میں حجیت حدیث کا انکار کیا، یا پھر اسے علم ہو کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام ہے اسے جھٹلایا تو وہ شخص کافر ہے، اس میں ادنیٰ سے درجہ کا اسلام اور اللہ اور اس کے رسول کے اطاعت نہیں امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جس شخص کے پاس بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پہنچے جو صحیح ہو اور پھر وہ اسے بغیر تقیہ کے رد کر دے تو وہ کافر ہے" انتہی

اور سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اللہ آپ پر رحم کرے آپ کو یہ علم میں رکھیں کہ جس نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی یا فعلی حدیث کا انکار کیا بشرطیکہ وہ اصول میں معروف ہیں وہ کافر ہے، اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اور وہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ یا کافروں کے دوسرے فرقوں میں جس کے ساتھ چاہے اٹھایا جائیگا" انتہی

دیکھیں: مفتاح البیضاء فی الاجتہاد بالسنۃ (14).



اور علامہ ابن وزیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا علم ہوتے ہوئے حدیث کا انکار کرنا صریحاً کفر ہے" انتہی
دیکھیں : العواصم والتواصم (274/2).

مستقل فتویٰ کمیٹی کے فتاویٰ جات میں درج ہے :

"جو شخص سنت پر عمل سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے؛ کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے اجماع کو جھٹلانے والا ہے" انتہی
دیکھیں : المجموعۃ الثانیہ (194/3).

مستقل فتویٰ کمیٹی کے فتاویٰ جات میں درج ہے :

"جو شخص سنت پر عمل سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے؛ کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے اجماع کو جھٹلانے والا ہے" انتہی
دیکھیں : المجموعۃ الثانیہ (194/3).

دوم :

لیکن جو شخص حدیث نبوی کو اس اعتبار سے نہیں مانتا اور رد کرتا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہو سکتی تو یہ پہلی قسم کی طرح نہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ "تنویری" قسم کے نئے لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنی آراء اور توجہات کے ساتھ حدیث پر حکم لگایا ہے، اور یہ بات کوئی نئی نہیں، بلکہ لپنے سے قبل بدعتیوں کا ہی ٹولہ ہے، جن کے متعلق اہل علم نے ان کے شبہات بیان کیے ہیں
ان اور اس طرح کے لوگوں کو ہم کہیں گے :

حدیث رد کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہونے سے انکار کرنے سے قبل علمی منہج تقاضا کرتا ہے کہ اس پر غور کیا جائے ذیل میں ہم اس کی شروط پیش کرتے ہیں :
پہلی شرط :

حدیث میں جو بیان ہوا ہے اور جو قرآن میں وارد ہے اس میں مکمل تناقض ہو اور یہ تناقض کسی واضح دلالت سے ثابت ہو جو منسوخ نہ ہو، یہاں ہم پھر "مکمل تناقض" کی قید کی تاکید کرتے ہیں، یہ تناقض صرف ظاہری نہیں ہونا چاہے جو بادی النظر میں جلدی سے ذہن میں آئے

امید ہے جو لوگ انکار حدیث کا سہچتے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ اس قید میں متفق ہوں گے؛ کیونکہ اکثر لوگوں کے ذہن میں آنے والے ظاہری تعارض کی کوئی حقیقت نہیں، بلکہ یہ تو اعتراض کرنے والے کے ذہن میں قائم ہوا ہے، اس کا جواب تامل اور غور کرنے اور لغت کی وجوہات تلاش کرنے اور اس کا اصول شریعت اور اس کے مقاصد کی موافقت کے ساتھ جواب دیا جاسکتا ہے

جو کوئی بھی علامہ ابن قتیبہ الدینوری کی کتاب "مختلف الحدیث" پر غور اور تامل کرے وہ اس بے تکی کی قدر معلوم کر سکتا ہے جو ان منکرین حدیث نے بے تکی ماری ہیں کہ یہ قرآن کے موافق نہیں، یا پھر عقل اس کی تصدیق نہیں کرتی



پھر جب ابن قتیبہ اس کتاب میں ان احادیث کی علماء کرام سے صحیح شرح بیان کرتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ اس کی صحیح وجہ بھی ہے جو شریعت کے موافق ہے، اور قرآن کے تعارض والا تو صرف ایک فاسد قسم کا وہم ہی ہے

ہم ان اور ان جیسے سنت کو رد کرنے کی جرات کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر طعن کرنے والوں سے بغیر کسی علمی منہج، یا مقبول تنقیدی اصول، اور بغیر کسی علمی اصول کے فیصلے جس کی یہ بات اور بحث کرتے ہیں سے سوال کرتے ہیں:

کیا آپ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ ناقد کو یقین ہو کہ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام میں سے نہیں اور یہ ممکن ہو کہ وہ مکمل طور پر قرآن کے ساتھ تعارض و تناقض رکھے، اس کے باوجود ہم دیکھیں کہ صحابہ کرام کے دور سے لیکر آج تک علماء اسلام اس حدیث کو قبول اور اس کی شرح اور تفسیر اور اس سے استدلال اور اس پر عمل کرنے پر متفق ہوں؟! کیا عقل سلیم جس کو یہ حاکم تسلیم کرتے ہیں یہی فیصلہ نہیں کرتی کہ اہل تخصص کے کسی امر پر فیصلے کا احترام کیا جائے جو اپنے فن اور تخصص میں ماہر ہوں!؟

کیا کوئی شخص مثلاً کے طور فیزیکیا کیمیا یا ریاضی یا علوم تربیہ یا اقتصادی علوم کے ماہرین کو غلط کہنے کی جرات کرتا ہے جب وہ کسی ایک معاملہ پر سب متفق ہوں، خاص کر جب اس علم کے متخصصین میں سے کوئی شخص بھی ان پر اعتراض کرنے والا نہ پایا جائے، بلکہ انتہائی طور پر یہی ہو گا کہ بعض نے اس کے متعلق کچھ کالم یا کوئی کتاب پڑھی جو علم کو بیان کرتی ہو یا پھر سب لوگوں کے علم کے لیے، کیا کوئی ایسی جرات کر سکتا ہے!؟

دوسری شرط:

اسناد میں ضعف کا پایا جانا جو متن میں وارد خطا کی متحمل ہو:

اور ہمارا خیال بھی یہی ہے کہ یہ شرط منہجی اور صحیح ہے، علمی نقد کے اصول کو تھوڑا سا بھی سمجھنے والے شخص کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے، اور وہ یہ کہ متن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام ہونے سے انکار کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ سند میں ضعف کا پایا جانا ہی ہمیں یہ وہم دلاتا ہے کہ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام میں سے ہے، حالانکہ یہ بالفعل ایسا نہیں

امام شافعی رحمہ اللہ کون امام شافعی جو کہ علم و ایمان میں ایک اونچا مرتبہ رکھتے ہیں، جنہوں نے علم اصول فقہ میں پہلی کتاب تصنیف کی ان کا کہنا ہے:

"جب حدیث کو ثقات راوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کریں تو یہ اس کا ثبوت ہے"

دیکھیں: کتاب الام کے ضمن میں اختلاف الحدیث (107/10).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے:

"صدق اور کذب حدیث کا استدلال خبر یعنی خبر دینے والے کے صدق پر ہوتا ہے، مگر قلیل سی خاص حدیث میں"

دیکھیں: الرسالة فقہ (1099).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے:

"مسلمان عدول ہیں: وہ اپنے آپ میں عدول اور صحیح الامر ہیں اور ان کا اپنے متعلق خبر دینے اور ان کا نام صحیح سلامتی پر ہے، حتیٰ کہ ہم ان کے فعل اس کا استدلال کریں جو اس کی مخالفت کرتا ہو، تو ہم اس خاص خیال کریں جس میں ان کے فعل نے اس کی مخالفت کی ہے جو ان پر واجب ہوتا تھا"



دیکھیں: الرسالۃ فقرة (1029-1030) اور کتاب الام (518/8-519).

امام شافعی رحمہ اللہ اس موضوع کے متعلق کچھ علمی اصول بیان جو کہ ان کی مختلف کتب میں بہت زیادہ بیان ہے کے بعد ہمارے لیے اپنا فیصلہ ذکر کرتے ہیں جس میں کچھ ہم نے یہاں نقل کیا وہ فردی اجتہاد یا ان کا شخصی مذہب نہیں، بلکہ وہ ایسا اصول ہے جس پر اس سے قبل اہل علم بھی مستحق اور جمع ہیں امام شافعی کہتے ہیں:

"میں نے اپنی اس کتاب کے شروع میں جو لکھا ہے اس کا عام معنی کتاب و سنت کا علم رکھنے والے، اور مختلف لوگوں اور قیاس اور معقول کا علم رکھنے والے متقدم علماء میں سے کسی ایک کے سامنے بیان کیا تو ان میں سے کسی ایک نے بھی کسی ایک کی مخالفت نہ کی، اور ان کا کہنا تھا:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام، اور تابعین عظام اور تبع تابعین کا مذہب یہی ہے، اور ہمارا مذہب بھی یہی ہے؛ اس لیے جو بھی اس مذہب کو چھوڑے گا ہمارے نزدیک وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور ان کے بعد آج تک کے اہل علم کی راہ چھوڑ رہا ہے، اور وہ جاہل لوگوں میں شامل ہوتا ہے

ان سب کا کہنا تھا: اس راہ کی مخالفت کرنے والے کو ہماری رائے میں سب اہل علم کے اجماع میں جاہل قرار دیا گیا ہے الخ!!"

دیکھیں: اختلاف الحدیث کتاب الام (21/10) اور اسی طرح کی کلام آپ الرسالۃ فقرة (1236-1239) میں دیکھ سکتے ہیں

اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث کو رد کرنے والے شخص پر سب سے پہلے یہ واجب اور ضروری ہے کہ وہ یہ تلاش کرے اور بیان کرے کہ اس کو بیان کرنے والے راویوں میں سے کون ہے جس نے نقل کرنے میں غلطی کی ہے، اور اگر رد کرنے والے کو سند میں کوئی ایسا سبب نہ ملے جو اس حدیث کے انکار میں مقبول سبب بن سکتا ہو تو یہ اس کے منج کی غلطی کی علامت ہے، اور پھر یہ اس کی بھی علامت ہے کہ اسے حدیث اور قرآن کی فہم اور مقاصد شریعیہ کی فہم کا مراجعہ کرنے کی ضرورت ہے

اور پھر جب کوئی حدیث زمین پر موجود سب سے صحیح ترین سند کے ساتھ موجود ہو، بلکہ وہ حدیث بہت سارے طرق سے مروی ہوں جیسا کہ اکثر وہ احادیث جنہیں تنویری رد کرتے ہیں اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہوں انہیں رد کرنا کیسا ہوگا؟!

تیسری شرط:

سارے معاملہ کو احتمال اجتہاد کی طرف منسوب کرنا، اور یقین و حسم اور مخالف پر مسلمانوں کی عقولوں میں طعن و تہمت زنی ترک کرنا، یہ اس وقت ہے جب اس میں کوئی ایسی وجہ ہو جو اس احتمال کو رکھتی ہو، اور اس سلسلہ میں کلام کرنے والا اہلیت بھی رکھتا ہو ضروری بحث کے لوازمات تاکہ وہ اس کا ادراک کر سکے اور اس میں بحث کرے، کسی معین علت کی بنا پر کسی ایک عالم کو حدیث ضعیف لگتی ہے، لیکن جس نے حدیث قبول کی وہ اس پر تہمت کی زبان استعمال نہ کرے

لہذا جو شخص ان تین شروط کی مخالفت کرتا اور حدیث کا انکار اور اس کی تکذیب کرنے پر اصرار کرتا ہے تو وہ خطرناک راہ پر ہے، کیونکہ کسی بھی مسلمان کے لیے بغیر کسی شرط و ضوابط کے منج میں تاویل کرنا جائز نہیں، وگرنہ وہ گناہ اور حرج میں پڑے گا

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جس نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو رد کیا تو وہ ہلاکت کے کنارے پر ہے" انتہی

اور حسن بن علی برجماری کہتے ہیں:

"جب تم کسی شخص کو حدیث و آثار میں طعن کرتے سنا، یا پھر وہ تمہارا رد کرنا یا تمہاری حدیث کے علاوہ کچھ اور چاہتا ہو تو آپ اس کے اسلام میں تہمت لگا سکتے ہیں، اور آپ

